OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 4, Issue 1 (January-March 2021)

آثارِ باہو میں سلطان باہو کا تفسیری منہج

Sultān Bāhū's Methodology of *Tafsīr* in his Writings

Dr. Muhammad Amin
Punjab Education Department District Muzaffargarh
Dr. Muhammad Majid Khan
Punjab Education Department District Vihari

Abstract

Sultān Bāhū is a one of the prominent Sufi saints and poets of Punjab. He is not only a Muqallid but also a Mujtahid sufi who has his own special individual Method in Tafseer-e-Quran. This article will highlight his methodology of Tafseer about Light (Noor) of Allah in the light of Sūrah al-Nūr, The story of Hadrat Mūsā and Hadrat Khidr mentioned in Surah al-Kahf, Incident of Hadrat *Ibarāhīm's* Slating of four Birds mentioned in Surah al-Baqrah and elaborating Amanah mentioned in Surah al-Ahzab and also dividing of times and Numbering of human beings who are created in every hour or in every day in the light of verse of Surah Al - Rahman.This type of Tafseer-e-Quran will be discussed in detail.

Key Words: Prominent Sufi, Mujtahid, Mufassir, and Methodology of Tafsīr

تمہید

سلطان باہوؒ کا شمار پنجاب کے عظیم صوفیاء میں سے ہے۔ وہ اِس خطے میں سترہویں صدی کے کثیر التصانیف اور مقامی عوام پر گہرا اثر چھوڑنے والے صوفی تھے۔ انکی ولادت 1039ھ /[1629ء] شورکوٹ ضلع جھنگ اعوان قبیلہ کے حافظ محمد بازیدؒ (ابو زید) کے گھر میں ہوئی۔ صاحبِ مناقبِ سلطانی اور صاحبِ مراۃِ سلطانی کے مطابق آپ مادر زاد ولی اللہ تھے اور انکا نام باہو یا محمد باہو رکھا گیا[1]۔ ابتدائی تعلیم وتربیت اپنی والدہ سے حاصل کی۔ بعد ازاں شاہ حبیب اللہ قادری[2] سے ملاقات کی اور پھر سید عبد

CC BY

الرحمان دہلوی[3] سے تعلیم وتربیت اور راہِ سلوک کے مراحل طے کیئے۔راہِ سلوک میں اس طرح ترقی کی کہ زمانے کے عظیم صوفی بن گئے۔آپ کی تصوف پر فارسی میں تقریباً ایک سو چالیس کتابوں کا مصنفین نے ذکر کیاہے۔انکو صوفیانہ شاعری میں بھی اس قدر ذوق اور پختگی تھی کہ پنجابی زبان میں منظوم کلام کا مجموعہ اور غزلیاتِ فارسی کا دیوان بھی اپنے آثار میں چھوڑا۔جن سے پاک وہند کے مسلمان آج بھی استفادہ کر رہے ہیں۔سلطان باھوؒ کی وفات سن 1102ھ /[1691ء] میں 63 برس کی عمر میں ہوئی۔ وہاں پاس ہی شور کوٹ شہر کے چند کلومیٹر کے فاصلے دریائے چناب کے مغربی کنارے پر انکے جسد کو سپر دخاک کیا گیا۔حضرت سلطان باھوؒ نے اپنی افکار کی تائید کیلئے اپنی تصانیف میں بکثرت آیاتِ قرآنی کو ذکر کیااور ان سے استدلال کرتے ہوئے اپنی صوفیانہ فکر کی وضاحت کی۔اور انہوں نے آیاتِ قرآنیہ کو اپناماخذ بناکر انکی صوفیانہ طرز سے تفسیر بیان کی۔ان کا منہجِ تفسیرِ قرآن صوفیانہ ہے۔جس میں ان کا ہدف معرفتِ الٰہی ہوتاہے اور وہ کائنات کے رازوں سے کچھ پردہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔انہوں نے جن آیات سے استدلال کیاان میں سے تقسیمِ اوقات اور پیدائشِ خلق کے بارے میں سورت رحمان کی آیت کی روشنی میں، سورت حج میں مذکور "اللہ کے نور" کی تفسیر ووضاحت، سورت احزاب میں مذکور امانت کی تفسیر، سورت کہف میں مذکور واقعہء خضر وموسیٰؑ کی تفسیر اور تشریح اور سورتِ بقرہ میں مذکور واقعہء ابراہیمؑ کو بطور نمونہ پیش کیاجاتاہے تاکہ انکا طریقِ تفسیر اور منہجِ استدلال ملاحظہ ہوسکے:

(أ) تقسیمِ اوقات کی تشریح حضرت سلطان باھوؒ کی نظر میں

ارشاد خداوندی ہے:﴿ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ﴾[4] ترجمہ:"وہ ہر روز کام میں مصروف رہتاہے۔[5]" اسکی سلطان باھو نے جو تفسیر بیان کی ہے اس کا خلاصہ ملاحظہ ہو:[دن رات میں چوبیس گھڑیاں ہیں اور ہر گھڑی میں انیس ہزار لوگ پیدا ہوتے ہیں اور ہر سال میں انہتر کروڑ اسی لاکھ اور ساٹھ ہزار نفوس پیدا ہوتے ہیں۔ اور آقا ﷺ سے روایت کے مطابق انیس ہزار عاشقِ ذاتِ اللہ دنیاپہ آتے ہیں اور دنیاانکی برکات سے قائم ہے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ {میری امت کے ابدال چالیس ہیں اور وہ ہمیشہ رہتے ہیں۔چنانچہ بائیس شام میں اور اٹھارہ عراق میں جب ان میں سے ایک مرجاتاہے تو اللہ اس کی جگہ دوسرا لے لیتاہے۔ان چالیس کی تعداد ہمیشہ قائم رہتی ہے۔جب قیامت نزدیک ہوگی تو وہ یکایک دنیاسے اٹھ جائینگے۔اور اولیاء اللہ کی تعداد ہمیشہ تین سو چھپن اس دنیاپہ قائم رہتی ہے۔انمیں سے تین سو ابطال، چالیس ابدال، سات سیاحت کے، پانچ اوتاد، تین قطب اور ایک غوث، یہ سب اولیاء کے مراتب میں ہوتے ہیں۔چنانچہ معلوم ہوا کہ کسی زمانہ میں بھی ان تین سو چھپن اولیاء کی تعداد میں کمی نہیں ہوتی۔ان نفوس کی حقیقت تجلیات ذاتیہ اور اسماء صفاتیہ میں بارہااضمحلال لایاجاتاہے اور حضرت واجب الوجود ناقص افراد کی تکمیل کیلئے انکو مقام تنزل پر لاتے ہیں۔انکے مراتب میں بھی فرق ہے۔انہیں مردانِ خدا کی شرح میں حضرت عباس اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بھی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاہے کہ: اولیاء اللہ ہمیشہ تین سو کی تعداد میں روئے زمین پر رہتے ہیں جنکے دل آدم علیہ السلام کے دل کے مطابق ہیں۔چالیس اولیاء موسی علیہ السلام کے دل کے مطابق، سات اشخاص کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کے مطابق، پانچ اشخاص کے دل جبریل علیہ السلام کے مطابق، تیناشخاص کے دل میکائیل علیہ السلام کے دل کے مطابق اور ان میں سے ایک کا دل اسرافیل کے دل کے مطابق ہوتاہے۔[6]"

جیسا کہ حضرت سلطان باہوؒ نے اس آیتِ مبارکہ کی تشریح کی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر گھڑی اپنی کائنات کو بڑھاتا ہے کہ ایک گھڑی میں انیس ہزار لوگ پیدا فرماتا ہے۔ اور ہر سال تقریبا ستر کروڑ لوگ پیدا فرماتا ہے۔ یعنی تبدیلی ہوتی رہتی ہے جہان میں کچھ لوگ دنیا میں آرہے ہیں تو کچھ جارہے ہیں۔ ایک ولی اللہ دنیا سے جاتا ہے تو دوسرا اسکی جگہ آجاتا ہے۔ اسی طرح تفسیر رازی میں امام رازیؒ بھی اس آیت کی تفسیر میں تغیرِ زمانہ کو ہی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾ **وهو المراد من قول المفسرين : أغنى فقيراً وأفقر غنياً ، وأعز ذليلاً وأذل عزيزاً ، إلى غير ذلك من الأضداد. . . وليس شأن الله مقتصراً على إفقار غنى أو إغناء فقير في يومنا دون إفقاره أو إغنائه أمس/ . . . واعلم أن الله تعالى يوصف بكونه : لا يشغله شأن عن شأن ، ومعناه أن الشأن الواحد لا يصير مانعاً له تعالى عن شأن آخر كما أنه يكون مانعاً لنا ، . . . والله تعالى لا يشغله شأن عن شأن أصلاً لكن أسبابه تمنع أسباباً آخر لا تمنع الفاعل.**[7] "ترجمہ: (مذکورہ آیت سے) مفسرین کی جو مراد ہے وہ ہے: اُس نے فقیر کو مالدار اور مالدار کو فقیر بنایا، ذلیل کو عزت دی اور عزت دار کو رسوا کیا، وغیرہ میں سے ضِدوں کو بیان کیا (مفسرین نے)۔۔۔ اور اللہ تعالیٰ کی شان صرف کل کے فقیر کو امیر کرنا اور کل کے مالدار کو فقیر کرنا نہیں۔۔۔ اور جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک حال اسکو دوسرے حال سے غافل نہیں کر سکتا۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ ایک حال دوسرے حال سے اللہ تعالیٰ کو مانع نہیں ہو سکتا۔۔۔ بالکل بھی اللہ تعالیٰ کو کچھ بھی مانع نہیں ایک وقت میں دو متضاد حالتیں ایک ہی چیز پر کر سکتا ہے مگر اسباب مانع ہوتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دن مختلف حال وشان میں ہوتا ہے کائنات میں ہر وقت اور ہر دن تبدیلی ہوتی رہتی ہے کسی کو غنی اور کسی کو گدا بناتا رہتا ہے۔ یہی سلطان باہو کی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گھنٹے میں انیس ہزار لوگ پیدا کرتا ہے۔ کسی کو دنیا پہ بھیج رہا ہے تو کسی کو موت دے رہا ہے۔ کائنات میں تغیر ہوتا رہتا ہے۔ مگر سلطان باہو کا عددِ مخصوصہ کو بیان کرنا انکے تفردات میں سے ہے قرآن وسنت میں مخلوق کی مخصوص تعداد کو پیدا کرنے اور موت دینے کا کہیں تذکرہ نہیں۔

(ب) سورت نور میں مذکور "اللہ کے نور" کی تفسیر سلطان باہو کی نظر میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾[8] اس آیت کی سلطان باہو نے جو تفسیر بیان کی ہے وہ ملاحظہ ہو:۔ [ایں آیت ہم دلالت مے کند بغرقِ توحید واستغراقِ دل وقندیلِ پر نور اللہ روشن از آفتاب روشن تر وشجر روغنِ زیتون را از محبت محرمیتِ الٰہی مے دہد کلیہ خبر خیر اللہ عطا اللہ فیض بخش الا اللہ[9]۔] ترجمہ: یہ آیتِ کریمہ بھی استغراقِ توحیدِ استغراقِ دل، شمع جو اللہ کے نور سے سورج سے بھی زیادہ روشن ہے، درختِ زیتون کا تیل اور محبت ومحرمیتِ الٰہی باخبر عطا کرنے والی اور عطائے فیض اللہ اور معرفت الا اللہ سے سرفراز کرنے والی ہے۔[10] یعنی سلطان باہو اس نور سے وہ نورِ ایمان اور نورِ توحید مراد لیتے ہیں جو مؤمن کے دل میں ہوتا ہے۔ اور اسی طرح تفسیر ابن کثیر میں ہے: **(قال أبو جعفر الرازي، عن الربيع بن أنس، عن أبي العالية، عن أُبيّ بن كعب في قول الله تعالى: ﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ[11]﴾ قال: هو المؤمن**

الذي جعل [الله] الإيمان والقرآن في صدره، فضرب الله مثله [12]فقال: ﴿ اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ ﴾ فبدأ بنور نفسه، ثم ذكر نور المؤمن)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے قول ﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ ﴾ کے بارے میں حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: وہ (نور) مؤمن ہی ہے جسکے سینے میں اللہ تعالیٰ نے ایمان اور قرآن ڈالدیا۔ پھر اللہ نے اسکی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ﴾ اپنے ہی نور سے ابتدا کی پھر مؤمن کے نور کا ذکر کیا۔"

سلطان باہو اور مذکورہ بالا عبارت کا ایک ہی مفہوم ہے کہ اللہ کے نور سے توحید کا نور مراد ہے جس میں مؤمن مستغرق ہو جاتا ہے۔ مگر سلطان باہو کا انداز صوفیانہ ہے۔

(ج) سورت احزاب میں مذکور امانت کی تفسیر حضرت سلطان باہوؒ کی نظر میں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا﴾ [13] اسکی سلطان باہو نے جو تفسیر بیان کی ہے وہ ملاحظہ ہو:۔[بدانکہ اول اسم اللہ ذات را امانت بر زمین وآسمان وکوہ ہا فرستادہ شد از برکت وبزرگی وعظمت وکرامت بار نتوانستند برداشت ہمہ بیزاری آورند] [14] ترجمہ:۔"جان لے کہ پہلے پہل جب اسم اللہ کی امانت زمین، آسمان اور پہاڑوں پر پیش کی گئی تو وہ اسکی برکت، بزرگی، عظمت اور کرامت کو برداشت نہ کر سکے اور ہر ایک نے اس سے معذوری پیش کر دی۔ [15] "اس آیت میں سلطان باہو نے امانت سے مراد "اسم اللہ ذات" لیا ہے۔ جبکہ عام مفسرین "امانت" سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اسکے فرائض مراد لیتے ہیں۔ تفسیرِ طبری کا بیان ملاحظہ ہو: (اختلف أهل التأويل في معنى ذلك فقال بعضهم: معناه: إن الله عرض طاعته وفرائضه على السموات والأرض والجبال على أنها إن أحسنت أثيبت وجوزيت، وإن ضيعت عوقبت، فأبت حملها شفقًا منها أن لا تقوم بالواجب عليها، وحملها آدم(إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا) لنفسه)جُهولا) بالذي فيه الحظ له[16].) ترجمہ: "اہلِ تاویل نے اسکے معنیٰ میں اختلاف کیا ہے، پس بعض نے کہا کہ اسکا معنیٰ ہے کہ اللہ نے اپنی اطاعت اور اپنے فرائض آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے اِس شرط پر پیش کیئے کہ اگر اچھی طرح ادا کروگے تو ثواب ملے گا اور اگر ضائع کروگے تو سزا پاؤگے، تو انہوں نے یہ امانت اٹھانے سے انکار کر دیا کہ وہ نہیں اٹھا پائینگے، اور آدمؑ نے اپنے حصے کا جو بوجھ تھا اپنے لیئے اٹھالیا" یعنی امانت سے مراد بعض اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری مراد لیتے ہیں اور بعض اس سے لوگوں کی امانتیں مراد لیتے ہیں۔ جیسا کہ طبری فرماتے ہیں: (وقال آخرون: بل عنى بالأمانة في هذا الموضع: أمانات الناس[17].) امام طبری اور اکثر مفسرین "امانت" سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرائض مراد لیتے ہیں جبکہ سلطان باہو اسی اطاعت اور فرائض کو صوفیانہ اصطلاح میں "اسم اللہ ذات" سے تعبیر دیتے ہیں۔

(د) سورت کہف میں مذکور واقعہء خضر و موسیٰؑ کی تفسیر حضرت سلطان باہوؒ کی نظر میں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾ [18] اسکی سلطان باہو نے جو تفسیر بیان کی ہے وہ ملاحظہ ہو: [چنانچہ کشتی شکست ودیوار را بنا کرد وپسر را کشت، قصہ در سورۃ کہف واقع است۔ پس موسی علیہ السلام را علمِ ظاہری بود وخضر علیہ السلام را علمِ باطنی بود۔ علماء وطالب بمثلِ حضرت موسی علیہ السلام است ومرشد فقیر

بمثلِ حضرت خضر علیہ السلام۔[19] ترجمہ:۔"یعنی کشتی کو توڑا، دیوار کو بنایا، اور لڑکے کو قتل کیا، یہ ایک قصہ ہے جو سورت کہف میں بیان ہوا ہے۔ موسی علیہ السلام کو ظاہری علم حاصل تھا اور حضرت خضر علیہ السلام کو باطنی علم حاصل تھا۔ علماء وطلباء حضرت موسی علیہ السلام کی مانند اور مرشد فقیر حضرت خضر علیہ السلام کی مانند ہیں۔" سلطان باہو نے مختصر انداز میں قصے کو بیان کرنے کے بعد علم ظاہر اور علم باطن کی وضاحت اور صوفیاء کا مرتبہ اپنی فکر میں بیان کر دیا۔

سورت بقرہ میں مذکور واقعہ ءِ ابراہیمؑ حضرت سلطان باہوؒ کی نظر میں

ارشادِ ربانی ہے:﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَى كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾[20] اسکی سلطان باہو نے جو تفسیر بیان کی ہے وہ ملاحظہ ہو:[وبر وی شود غلبات از تاثیر غیر مخلوق وجودِ مخلوق وقالب می گردد حیات کہ ایں اربع طیور را بہ کشد: خروسِ شہوت وکبوترِ ہوا وزاغِ حرص وطاؤسِ زینت. چوں ایں اربع طیور را ذبح کند، قلب وقالب تا ابد الآباد زندہ شود۔ ۔ ۔ صاحبِ زندہ قلب قالب جثہ را از قبر بدر آوردہ لا مکاں زود بہ حضورِ حق بردہ بہ موجبِ ایں آیتِ کریمہ][21] ترجمہ:"البتہ مذکورہ بالا غیر مخلوق (اسم اللہ ذات وکلمہ طیبات) کی تاثیر سے مخلوق کے وجود و قالب میں شہوت کا مرغ، ہوا وہوس کا کبوتر، حرص کا کوا اور زینت کا مور ذبح ہو جائیں تو قلب زندہ ہو جاتا ہے۔ طالب جب ان چاروں پرندوں کو ذبح کر دیتا ہے تو اسکا قلب و قالب ابد الآباد تک زندہ ہو جاتا ہے۔ صاحب زندہ قلب اپنے جسم کو قبر سے نکال کر اپنے ساتھ لامکان میں حضورِ حق میں لے جاتا ہے اس آیتِ کریمہ کے مطابق۔[22]" پرندوں کی وضاحت دوسرے مفسرین کی طرح کرتے ہیں پھر انسانی نفس کو دنیا سے تشبیہ دیتے ہوئے چار پرندوں کو چار نفسانی خواہش سے مماثلت دیتے ہیں۔ جن کا ذبح کرنا بہت ہی ضروری قرار دیتے ہیں۔ اس سب وضاحت کا ان کا مقصد اور ہدف انسانی نفس کی اصلاح ہے تاکہ وہ اپنے دل کو صاف کر کے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر سکے۔

خلاصہ ءِ تحقیق

1- مذکورہ امثلہ میں سے ہر آیت کی سلطان باہوؒ نے صوفیانہ تفسیر و تشریح کی۔ ان آیات کے علاوہ بھی انکا طریقِ تفسیر صوفیانہ ہی ہے۔

2- ہر گھنٹے میں نفوسِ انسانی کی پیدائش کی تعداد انیس ہزار اور ہر دن میں چار لاکھ چھپن ہزار لوگ پیدا ہوتے ہیں۔

3- سورت نور میں اللہ کے نور سے سلطان باہو وہ نورِ ایمان اور نورِ توحید مراد لیتے ہیں جو مؤمن کے دل میں ہوتا ہے۔ دیگر مفسرین بھی یہی مراد لیتے ہیں۔

4- سورت احزاب میں سلطان باہو نے امانت سے مراد "اسم اللہ ذات" لیا ہے۔ جبکہ عام مفسرین "امانت" سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اسکے فرائض مراد لیتے ہیں۔

5- سلطان باہو نے سورت کہف میں موجود حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کے قصے کو بیان کرنے کے بعد علم ظاہر اور علمِ باطن کی وضاحت اور صوفیاء کا مرتبہ اپنی فکر میں بیان کر دیا۔

6- سورت بقرہ میں موجود واقعہ ءابراہیمؑ کو بیان کرنے کے بعد پرندوں کی وضاحت دوسرے مفسرین کی طرح کرتے ہیں پھر انسانی نفس کو دنیا سے تشبیہ دیتے ہوئے چار پرندوں کو چار نفسانی خواہش سے مماثلت دیتے ہیں۔ جن کا ذبح کرنا بہت ہی ضروری سمجھتے ہیں۔

References

[1]Manāqib Sultani, Urdu Tarjuma, (Lahore: Akbar Book Seller, 2008 / [1437 AH), 18
[2]Imtiaz Hussain Shah, TazkiraAwliā Multan(Multan: Kutab Khana Hāji Niaz Ahmed), 173.
[3]Rahman, Sulatan Bahoo, The life and teachings , (Lahore: Sultan ul Faqr publications, 2014), 51,52,53.
Sultān Muhammad Najeeb ul Rahmān, Sultān Bahoo, The life and teachings, (Lahore: Sultān ul Faqr publications, 2014), 51-53.
[4]Al-Rehmān, 29: 55.
[5]Fateh Muhammād Jālandhari, Mulana, Fateh Hameed Translation of The Holy Qurān, (Islamabad: DawāAcademy, 2006) p: 1271.
[6]Sultān Bahoo, Mahak Al-Faqr Kalān, translated by Syed Amir Niāzi, p. 623
[7]Al-Rāzi, Muhammad Bin Omar Bin Al-Hussain, Al-Shafi'i, almaroof,Al-Fakhr Al-Rāzi, Abu Abdullah Fakhr Al-Din Wolida Bil-Rāyy Min Amāāl Fāris, Mafati hal Gaib Min al Qur'ān aL Kareem,Adad al ajāā / 32, (Beirut: Dar ul Nashar / Dar Ahyaal Turas al Arbi,p:4324.
[8]Al-Noor, 24: 35.
[9]SultānBahoo, Mahak Al-Faqr Kalān, p. 664-666
[10]Sultān Bahoo, Mahak Al-Faqr Kalān, p. 665
[11]Al-Noor, 24: 35.
[12]Al-Ahzāb, 65: 72.
[13]Al-Ahzāb, 65: 72.
[14]SultānBahoo, Mahak Al-Faqr Kalān,p. 676
[15]Sultān Bahoo, , Mahak Al-Faqr Kalān,p. 677
[16]Al-Tabri, Muhammad Bin Jarir Bin Yazid Bin Katheer Bin Ghalib Al-Amali, Abu Jafar Al-Tabri, [224-310 AH], Jami' Al-Bayān fi Tā'wil āl-Qur'ān, (Beirut: Mosa sa tul Risala,Altaba,Aoola, 1420 AH / 2000 AD, v: 24 .) 20/336
[17]Al-Tabri, Jami 'al-Bayān fi Tāwil al-Qurān, 20/336
[18]Al-Kahaf, 18: 78.
[19]Sultān Bahoo, Ain-ul-Faqar, p. 124
[20]Al-Baqarah, 2: 260.
[21] Sultān Bahoo, Isrār Qadri, (Lahore: Al-Aarfeen Publications, First Edition: 2010, Second: 2014),Mutarajam : Syed Amir Niāzi, pp. 146- 148
[22]Sultān Bahoo, Isrār Qadri, p. 147- 149